اہل کتاب سے تعلقات اور عہد حاضر کے مفسرین: قرآنی آیات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

RELATIONS WITH THE PEOPLE OF BOOK AND COMEMMENTATORS OF THE QŪRĀN IN MODERN AGE: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF QŪRĀNĪC VERSES

Hadi Bux Chhijan *, Dr.Abdul Hameed Khan Abbasi **

The Scholar Islamic Academic Research Journal || Web: www.siarj.com || P. ISSN: 2413-7480 || Vol. 4, No. 1 || Jan-June 2018 || P. 43-55

DOI:10.29370/siarj/issue6ar3

URL: https://doi.org/10.29370/siarj/issue6ar3

ABSTRACT:

People of the book according to the Qūrān are the Jews and Christians. The Quran asks the people of the book to recognize that what has come to the final Prophet Muhammad (peace and blessings of Āllāāḥ be upon him) and believe in it.Their holy books contain the prophecies about the Prophet (peace and blessings of Āllāāḥ be upon him). But Jews and Christians became disobedient to Allah and did not accept Islam. Since Islam is a complete code of life and it provides the parameters and the principles that govern the whole human life including the relations with people of other faiths as well as the people of no faith both in the time of peace and war. This paper aims at exploring and highlighting some aspects of relations between Muslims and the people of book with focus on the study of Qūrānīc verses in modern context.

Keywords: Relations, Jews, Christians, Mufassireen, modern age

کلیدی الفاظ: تعلقات، یہودی، نصاریٰ، مفسرین، دور جدید

* PHD Scholar AIOU, Islamabad & Assistant Professor, Mehran University, SZAB Campus, Khairpur Mirs Sindh, Email: hadibukhsh@gmail.com

** Professor/Chairman Department of Quran & Tafseer,Allama Iqbal Open University, Islamabad. Email:dr.a hameed.k@hotmail.com

1۔تعارف:

عہد حاضر میں اہل کتاب سے تعلقات کی مشروعیت کا مسئلہ نہایت ہی اہم ہے۔چونکہ مسلمانوں کے پاس سب سے مقدم اور پہلا ماخذ قرآن پاک ہے۔اس لیے ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم قرآن پاک کی روشنی میں سمجھیں کہ ایک مسلمان اہل کتاب سے کس طرح کے تعلقات رکھ سکتا ہے؟اور شرعاً کون سے امور ہیں جن میں احتیاط کا پہلو مد نظر رکھنا چاہیے۔چنانچہ اسی مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے کچھ آیات کا انتخاب کیا گیا ہے۔پھر موجودہ دور کی چند تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے بعض اہم نکات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ نکات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔تعلقات میں مذہب کی تبدیلی 2۔بطور انسان سب کے ساتھ احسان والا سلوک رکھنا3۔کفر ملت واحدہ4۔قلبی میل جول رکھنے سے کفر بڑھنے کا اندیشہ 5۔تنبیہ اور عتاب۔6۔ایمان سے زیادہ مفاد کی ترجیح7۔کلیدی مناصب کی صحیح تقسیم8۔انفرادی مفاد کے مقابلے میں اجتماعی مصالح کی ترجیح۔

2۔لٹریچر رویو:

اہل کتاب سے متعلق قرآنی آیات کے بارے میں جزوری طور پر علمی ذخیرہ اگرچہ موجود ہے،لیکن اہل کتاب کے متعلقہ امور کا تفصیلی کام مقالہ نگار کی نظر سے نہیں گزرا۔جبکہ باحث کا مقصود اسی کمی کو پورا کرنا ہے کہ زیر تحقیق موضوع پر عصر حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کام کی تفصیل اور مدلل انداز میں علمی ذخیرہ کا اضافہ کیا جائے۔

اہل کتاب کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

- یہود و نصاریٰ،تاریخ کے آئینہ میں مولف ابن القیم الجوزی،ناشر:مکتبہ البخاری کراچی۔
- یہود و نصاریٰ قرآن کی نظر میں مولف،محمد اسحاق ناشر:ادارہ ترجمان لاہور۔
- الیہودیہ والصیہونیہ،ناشر:دارالاندلس۔بیروت۔لبنان۔
- یہودیت و نصرانیت،سید ابوالاعلیٰ مودودی،ناشر:اسلامک بک پبلشرز،لاہور۔
- عیسائیت کیا ہے؟مفتی تقی عثمانی،ناشر:دعوہ اکیڈمی،بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،اسلام آباد۔
- عیسائیت،تجزیہ و مطالعہ،ساجد میر،ناشر:دارالسلام،لاہور۔

البتہ باحث کا یہ کام ایک دوسرے تناظر میں ہے کہ اہل کتاب سے متعلق تعلقات کو قرآنی آیات کی روشنی

میں تجزیاتی مطالعہ کرکے ان کے کام کو نمایاں کیا جائے اور موجودہ حالات کی روشنی میں ان کی تطبیق کی جائے، اس طریقہ استدلال میں محاسن اور عیوب کو نمایاں کرنا مقصود ہے۔

1۔ تعلقات میں مذہب کی تبدیلی:

یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر مسلمان اپنا صحیح دین چھوڑ کر ان کا مذہب قبول کریں تو پھر وہ راضی ہو جائیں گے۔

وَ لَنۡ تَرۡضٰی عَنۡکَ الۡیَهُوۡدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ ؕ[1]

"یہودی اور عیسائی تم سے ہر گز راضی نہ ہونگے، جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو"۔

الف۔ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی ناراضی کا سبب یہ تو ہے نہیں کہ وہ سچے طالب حق ہیں اور تم نے ان کے سامنے حق کو واضح کرنے میں کچھ کمی کی ہے۔ وہ تو اس لیے تم سے ناراض ہیں کہ تم نے اللہ کی آیات اور اس کے دین کے ساتھ وہ منافقانہ اور بازی گرانہ طرز عمل کیوں نہ اختیار کیا، خدا پرستی کے پردے میں وہ خود پرستی کیوں نہ کی، دین کے اُصول واحکام کو اپنے تخیلات یا اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے میں اُس دیدہ دلیری سے کیوں نہ کام لیا، وہ ریاکاری اور گندم نمائی وجو فروشی کیوں نہ کی، جو خود ان کا اپنا شیوہ ہے۔ لہٰذا انھیں راضی کرنے کی فکر چھوڑ دو، کیونکہ جب تک تم ان کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کر لو، دین کے ساتھ وہی معاملہ نہ کرنے لگو جو خود یہ کرتے ہیں، اور عقائد واعمال کی اُنھی گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ جن میں یہ مبتلا ہیں، اس وقت تک ان کا تم سے راضی ہونا محال ہے۔[2]

اس عبارت میں سید مودودی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کو خطاب کیا ہے کہ اہل کتاب کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں کیونکہ وہ حق کے طالب نہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بھی ہماری طرح دین میں برائے نام عمل کریں۔ اس لیے اے رسول اکرم ﷺ تم ان اہل کتاب کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ خود گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ لوگ آپ سے کبھی بھی راضی نہ ہوں گے۔

ب۔ یہود و نصاریٰ کی رضا طلبی کے لیے لازمی ہے کہ آپ ان کا دین اختیار کریں۔ لیکن ان کا دین سراسر محرف و باطل ہے۔[3]

---

[1] *Al-Quran*, 2: 120.
[2] Syed Abu Al Aala Mododi, *Tafheem Ul Quran* (Lahore: Tarjamanul Quran, 2006), V.1, P.107.
[3] Abdul Majid Daryaabad, *Tafseer Quranul Hakeem* (Karachi: Taj Company, 2001), P.47.

اس عبارت میں عبد الماجد دریا آبادی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کا اگر دین قبول کریں پھر وہ راضی ہوں گے۔ حالانکہ ان کا دین باطل ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باطل دین کو قبول کیا جائے۔

2۔ بطور انسان سب کے ساتھ احسان والا سلوک رکھنا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام انسانوں سے احسان والا رویہ رکھا جائے گا۔ البتہ گہرا اور رازدارانہ تعلق صرف مسلمانوں سے ہوگا۔ کیونکہ غیر مسلم نظریاتی طور پر ہمارے مخالف ہیں۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ Al-Quran, 3: 28.

"مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق اور دوست ہر گز نہ بنائیں"۔

الف۔ آیت پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ اس میں کافروں کے ساتھ محبت یا دوستی فی الدین ممنوع ہے، یعنی کافروں سے اس وجہ سے دوستی و محبت کرنی کہ اُن کا دین اچھا ہے منع بلکہ کفر ہے، اور اس کے سوا اور قسم کی دوستی و محبت ممنوع نہیں ہے۔۔۔۔ جس میں یہ ہدایت ہے کہ کافروں سے دوستی و محبت فی الدین مت کرو لیکن اگر اُن کے شر سے بچنے کے لیے بچاؤ کر لو تو کچھ گناہ نہیں ہے کیونکہ دل کی بات اور ظاہر کی سب خدا جانتا ہے۔۔۔۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے کہ چند یہودیوں نے مسلمانوں سے میل جول اس غرض سے شروع کیا کہ ان کو ان کے دین سے پھیر دیں۔ کافروں کی دوستی تین طرح ہو سکتی ہے: ایک یہ کہ اُس کے کفر کو پسند کرتا ہو اور اُس کے کفر کے سبب اُس سے دوستی رکھتا ہو، ایسی دوستی تو منع بلکہ کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دنیاوی امور میں بحسب ظاہر معاشرت جملہ یعنی اچھا میل جول ہو اور یہ ممنوع نہیں ہے۔۔۔۔ تیسرے یہ کہ کافروں کے ساتھ میلان ہونا اور ان کی اعانت اور مدد و نصرت کرنا بسبب قرابت کے یا محبت کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے ممنوع ہے مگر کفر نہیں۔ مگر ممنوع ہونے کی جو وجہ لکھی ہے وہ محض ناکافی ہے، یعنی اس میں لکھا ہے کہ ممنوع اس لیے ہے کہ اس طرح کا برتاؤ کبھی ان کے کفر کی پسندیدگی پر مُنحصر ہو جاتا ہے، مگر یہ بات محض لغو اور خود اپنے خیال سے دلیل پیدا کی ہوئی ہے جو مذہبی مسئلہ کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ کفار سے محبت اور دوستی من حیث الدین ممنوع ہے، اس کے سوا کسی قسم کی دوستی اور معاشرت و محبت و وفاداری اور امداد اور کسی طرح کی راہ و رسم مذہب اسلام کے رُو سے ممنوع نہیں ہے۔[4]

اس آیت کی شرح میں سر سید احمد خان فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر میں علماء مفسرین نے بہت زیادہ

[4] Sir Sayed Ahmed Khan, *Tafseer Ul Quran Wahowal Huda Wal Furqan* (Lahore: Qasim Shahzad Printers, 2010), V.2, P.8-10.

بحث کی ہے۔اس میں کافروں سے وہ دوستی منع کی گئی ہے جس میں ایک مسلمان یہ اعتقاد کرے کہ اس کافر کا مذہب اچھا ہے۔اگر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میرا مذہب صحیح ہے تو پھر کافروں سے دوستی کرنا منع نہیں ہے۔اگر مسلمان کسی کافر کے شر سے بچنے کی خاطر دوستی کرتا ہے تو وہ گناہ نہیں ہے۔اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ کچھ یہودیوں نے مسلمانوں سے اس لیے دوستی رکھی کہ انہیں اپنے دین اسلام سے پھیر دیں۔تب اللہ تعالی نے حکم کیا کہ اپنے دین اسلام کو تبدیل کرنے کی غرض سے کافروں سے دوستی مت کرو۔سر سید احمد خان نے دوستی کو کچھ اقسام میں تقسیم کیاہے:

1۔اگر مسلمان کافر کے دین کو پسند کرتا ہے تو اس کے ساتھ دوستی کرنا کفر ہو گا۔

2۔دنیا کے لحاظ سے میل جول رکھا جائے جو کہ مختلف امور میں جیسے معاشرت وغیرہ اس قسم کی دوستی کرنے پر منع نہیں ہے۔

3۔کافروں کے ساتھ میل جول کرنا اور ان کی مدد کرنا اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے ممنوع ہے، مگر اس تعلق کو کفر نہیں کہہ سکتے۔کافروں کے ساتھ اس تعلق کو ممنوع کرنے کی وجہ یہ لکھی گئی ہے کہ بعد میں کفر کو بھی پسند کیا جاسکتا ہے۔یہ خیال ہمارے مطابق صحیح نہیں ہے۔چنانچہ دنیاوی اعتبار سے کافروں کے ساتھ دوستی، معاشرت، محبت، وفاداری، اور امداد کرنے کو جائز تصور سمجھا جائے گا۔

ب۔ یہ ہے وہ اصل سبب ان کے انکار حق کا۔یہ نہیں کہ شاید ان کے سامنے دلیل و برہان پیش کرنے کے معاملے میں کچھ کمی کی گئی ہے۔نہ اس بات کی کمی ہے کہ وہ آپ کے راہ حق پر ہونے کے سلسلے میں مطمئن نہیں ہیں یا یہ کہ آپ کے پاس جو ہدایات آرہی ہیں وہ اللہ کی جانب سے نہیں آرہی ہیں۔آپ ان کی طرف جس قدر بھی آگے بڑھیں اور جس قدر بھی آپ ان سے محبت کریں، ان میں سے کوئی چیز بھی آپ سے انہیں راضی نہیں کر سکتی۔یہ آپ سے صرف اسی صورت میں راضی ہو سکتے ہیں کہ آپ ان کی ملت اور ان کے دین کو اپنا لیں اور جو حق اور صداقت آپ کے پاس ہے اسے چھوڑ دیں۔[5]

اس عبارت میں سید قطب فرماتے ہیں کہ اہل کتاب نے حق سے انکار کیا ہے۔حالانکہ دلیل و برہان ان کے پاس آگئے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں۔کہ آپ ﷺ اپنا دین چھوڑ دیں اور اہل کتاب کے دین کو اختیار

[5] Sayed Qutab, *Tafseer Fi Zilal-e-Quran* (Lahore: Manshurat Islami, Multan Road, 1998), V.1, P.163-164.

کریں۔تب اہل کتاب راضی ہوں گے۔اہل کتاب ہمیشہ سے مسلمانوں کے خلاف بر سر پیکار رہے ہیں۔وہ مسلمانوں کے ساتھ نظریاتی جنگ میں مصروف رہے ہیں۔اسلام کے خلاف کفر کی تمام طاقتیں متحد ہو جاتی ہیں۔جبکہ سادہ لوح مسلمان اہل کتاب کے فریب کو نہ سمجھ سکے۔اہل کتاب کی جنگ مسلمانوں کے خلاف دین اسلام کی وجہ سے ہے۔اس کے علاوہ ان کا کوئی مفاد نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کے پاس علم آچکا ہے اس لیے اہل کتاب کے کسی مطالبے پر مت چلیں،اس کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو وعید سنائی گئی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ کا رتبہ عظیم ہے۔سید قطب اسلام اور تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب ہر زمانہ میں اسلام اور اسلامی جماعت کے خلاف بر سر پیکار نظر آتے ہیں۔درحقیقت یہ اہل کتاب کی عادت اور نیچر رہی ہے جس کی وجہ سے قرآن میں اہل اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے کہ وہ اہل کتاب کے ساتھ تعلقات میں محتاط رہیں۔

ج۔ یہاں جس چیز کی ممانعت فرمائی گئی ہے،وہ تعلق دوستی،محبت،قرب اختصاصی کا ہے۔رہا عدل و حسن سلوک،تو اس کا تعلق کفر و اسلام سے نہیں۔اور پھر یہ ممانعت جب اہل کتاب سے دوستی اور یگانگت کی ہے،جو توحید،سلسلہ نبوت اور جزائے آخرت کے عقائد میں کم از کم اصولی طور پر تو مسلمانوں سے متحد ہیں،تو ظاہر ہے کہ مشرکین کے مقابلہ میں یہ ممانعت کتنی مؤکد اور اشد ہو گی جو مسلمانوں کے ساتھ کچھ بھی قدر مشترک نہیں رکھتے۔آج جب کہ یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں جمادی الثانی 1365ھ۔مئی 1946ع فلسطین میں مسلمانوں کے خلاف یہود اور نصرانیوں کا ساز باز قرآن مجید کی اس پیش خبری کی معجزانہ تصدیق پیش کر رہا ہے۔ظالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین خدا کے باغیوں کو دوست و راز دار بنا کر خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے ہیں۔[6]

1۔اس عبارت میں عبد الماجد دریاآبادی فرماتے ہیں کہ اسلام نے اہل کتاب سے خصوصی تعلق کو منع کیا ہے البتہ عدل،حسن سلوک کا رویہ رکھنا سب کے ساتھ بطور انسان لازم ہے۔

2۔جبکہ اہل کتاب سے خصوصی اور گہرا تعلق اسلام میں منع کیا گیا ہے تو مشرکین کے ساتھ گہرا اور خصوصی تعلق بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گا۔

3۔آپ فرماتے ہیں کہ فلسطین کے معاملہ پر موجودہ صورت حال میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ یہود کے معاون نظر آتے ہیں۔اس سے قرآن کی پیش گوئی صحیح ثابت ہو جاتی ہے۔بہر حال وہ لوگ ظالم ہیں جو کہ اللہ تعالی کے باغیوں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔

[6] Qutab, V.1, P.257.

د۔آیات مذکورہ میں تین اہم اصولی مضامین کا بیان ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی اور ملی وحدت و شیرازہ بندی کے بنیادی اصول ہیں:

اول یہ کہ مسلمان غیر مسلموں سے رواداری، ہمدردی، خیر خواہی، عدل و انصاف اور احسان و سلوک سب کچھ کر سکتے ہیں، اور ایسا کرنا چاہیے کہ ان کو اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ لیکن ان سے ایسی گہری دوستی اور خلط ملط جس سے اسلام کے امتیازی نشانات گڈ مڈ ہو جائیں اس کی اجازت نہیں۔ یہی وہ مسئلہ ہے جو "ترک موالات" کے نام سے معروف ہے۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ اگر کسی وقت کسی جگہ مسلمان اسی بنادی اصول سے ہٹ کر غیر مسلموں سے ایسا خلط ملط کر لیں تو یہ نہ سمجھیں کہ اس سے اسلام کو کوئی گزند اور نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ اسلام کی حفاظت اور بقاء کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے لی ہے، اس کو کوئی نہیں مٹا سکتا، اگر کوئی قوم بِرَٹ جائے اور حدود شرعیہ کو توڑ کر فرض کرلو کہ اسلام ہی کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو کھڑا کر دیں گے جو اسلام کے اصول و قانون کو قائم کرے گی۔

تیسرا مضمون یہ ہے کہ جب ایک طرف منفی پہلو معلوم ہو گیا تو مسلمان کی گہری دوستی تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) اور ان پر ایمان لانے والوں ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔[7]

اس عبارت میں مفتی محمد شفیع صاحب نے تعلقات کو تین درجات میں تقسیم کیا ہے: ایک یہ ہے کہ بطور عام انسان کے ہمارا فرض بنتا ہے کہ غیر مسلم سے احسان والا رشتہ رکھیں۔ دوسرا یہ ہے کہ اگر مسلمان اہل کتاب سے خلط ملط ہو جائے اور دلی میل جول رکھے تو یہ کام اسلام کی مخالفت میں ہو گا۔ لیکن اس کا نقصان بھی خود مسلمان کو ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ مسلمان کا صحیح رشتہ خلوص اور محبت والا اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔

3۔ کفر ملت واحدہ:

مسلمانوں کو گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کے افتراق اور منتشر ہونے کی وجہ سے وہ طاقت نہیں رہی۔ جبکہ اہل کفر خود مسلمانوں کے خلاف متحد اور منظم ہیں۔

یہ نظریہ حیات ہی ہے جس کے مظاہر، ہر زمان و مکان میں نظر آتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ ہر دور اور ہر زمانے میں جو اسلام اور جماعت مسلمہ کے خلاف برسرپیکار نظر آتے ہیں، وہ دراصل اسلام کے خلاف ایک نظریاتی جنگ

[7] Muhammad Shafi, *Maarf Ul Quran* (Karachi: Al-Maarif Darul Aloom, 1989), V.3, P.141.

لڑرہے ہیں۔اور یہ نظریاتی جنگ اسلامی بلاک اور ان دو مغربی ملکوں کے درمیان جاری ہے۔اگرچہ یہ مغربی ممالک کبھی کبھار ایک دوسرے کے خلاف بھی برسرپیکار ہو جاتے ہیں، لیکن یہ تخاصم ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ ایک ملت کے دو فرقوں کے درمیان ہوتا ہے جبکہ اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں یہ دونوں فرقے (یہود و نصاریٰ) ہمیشہ متحد رہے ہیں۔۔۔۔غرض یہ ایک نظریاتی جنگ ہے، یہ نہ تو کسی قطعہ ارضی کا جھگڑا ہے، نہ مفادات کا تنازعہ ہے اور نہ جنگی اہمیت کے مقامات پر نزاع ہے۔زر وزمین کے ان بوگھس نعروں اور جھنڈوں کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے، یہ سب تدابیر ودشمنان اسلام نے محض اس لیے اختیار کی ہیں تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس معرکے کی اصلیت اور اس کے حقیقی اغراض ومقاصد سے بے خبر رکھیں۔اور ہم ہیں کہ ان کے اس فریب کا شکار ہو گئے ہیں۔[8]

4۔ قلبی میل جول رکھنے سے کفر بڑھنے کا اندیشہ:

گناہ خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو وہ ترقی کر کے بڑھ سکتا ہے۔لہٰذا اہل کتاب سے گہرا تعلق بھی گناہ ہے۔اس کا بھی اندیشہ ہے کہ یہ گناہ متعدی ہو کر بڑھ جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ. Al-Quran, 5: 51.

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ، یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے"۔

چونکہ خدا سے نافرمانی کرنا اور فسق وفجور اور شرک وکفر میں ایک مرض روحانی ہے، جو بیشتر ایسے لوگوں سے دلی میل جول رکھنے سے متعدی ہو جاتا ہے۔اس لیے یہود ونصاری کی خرابیاں بیان فرما کر ان سے دلی میل جول کی ممانعت کرتا ہے۔۔۔۔ان کی باہم محبت قرین قیاس ہے مگر تم ان سے محبت نہ کرو اور جو ایسا کرے گا تو انہیں میں شمار ہوگا۔[9]

اس عبارت میں مولانا عبدالحق حقانی فرماتے ہیں کہ کفر وفسق روحانی امراض ہیں، اس میں گرفتار افراد اللہ تعالی کے نافرمان ہوتے ہیں۔چنانچہ کفر وفسق متعدی بیماریاں ہیں۔اس لیے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اہل کتاب سے تعلق قائم نہ کریں، کیونکہ کفر وفسق کا اثر ان پر بھی پڑ سکتا ہے۔

[8] Qutab, *Tafseer Fi Zilal-e-Quran*, V.1, P.163-164.
[9] Abdul Haqani, *Tafseer Fatehul Manan Maroof Tafseer Haqani* (Lahore: Al-Faisal Nashran wa Tajran Kutab, 2009), V.4, P.45.

5۔ تنبیہ اور عتاب:

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے گہرا تعلق منع کر دیا ہے۔ اگر اس حکم کی خلاف ورزی کی گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی سخت وعید فرمادی ہے۔

وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿١٢٠﴾ [10]

"ورنہ اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے"۔

"اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لیے نہیں ہے" کیسی خوفناک تہدید ہے ؟ کیا اٹل فیصلہ ہے اور کتنی سخت وعید ہے ؟ اور ہے کس کے حق میں ؟ سرتاج انبیاء اور محبوب کبریا حضرت نبی ﷺ کے حق میں ! مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے سوا کوئی ہدایت نہیں ہے، اس سے تم صرف اس وجہ سے ہٹ سکتے ہو کہ تم ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی شروع کر دو ورنہ اس کے سواترک کرنے کی کوئی وجہ، یعنی دلیل و برہان کی کمی یا کمزوری، نہیں ہے"۔ [11]

اس عبارت میں سید قطب فرماتے ہیں کہ اہل کتاب نے حق سے انکار کیا ہے۔ حالانکہ دلیل و برہان ان کے پاس آگئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ اپنا دین چھوڑ دیں اور اہل کتاب کے دین کو اختیار کریں۔ تب اہل کتاب راضی ہوں گے۔ اہل کتاب ہمیشہ سے مسلمانوں کے خلاف بر سر پیکار رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ نظریاتی جنگ میں مصروف رہے ہیں۔ اسلام کے خلاف کفر کی تمام طاقتیں متحد ہو جاتی ہیں۔ جبکہ سادہ لوح مسلمان اہل کتاب کے فریب کو نہ سمجھ سکے۔ اہل کتاب کی جنگ مسلمانوں کے خلاف دین اسلام کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی مفاد نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کے پاس علم آچکا ہے اس لیے اہل کتاب کے کسی مطالبے پر مت چلیں، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو وعید سنائی گئی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ کا رتبہ عظیم ہے۔

6۔ ایمان سے زیادہ مفاد کی ترجیح:

منافق لوگ ایمان سے زیادہ اپنے مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔

---

[10] Al-Quran, v. 2: 125.

[11] Qutab, *Tafseer Fi Zilal-e-Quran*, V.1, P.163-164.

اُس وقت تک عرب میں کفر اور اسلام کی کشمکش کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ اسلام اپنے پیرووں کی سرفروشیوں کے سبب سے ایک طاقت بن چکا تھا، لیکن مقابل کی طاقتیں بھی زبردست تھیں۔ اسلام کی فتح کا جیسا امکان تھا، ویسا ہی کفر کی فتح کا بھی تھا۔ اس لیے مسلمانوں میں جو لوگ منافق تھے، وہ اسلامی جماعت میں رہتے ہوئے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ بھی ربط ضبط رکھنا چاہتے تھے، تاکہ یہ کشمکش اگر اسلام کی شکست پر ختم ہو تو ان کے لیے کوئی نہ کوئی جائے پناہ محفوظ رہے۔ علاوہ بریں اُس وقت عرب میں عیسائیوں اور یہودیوں کی معاشی قوت سب سے زیادہ تھی۔ ساہوکار بیشتر انھی کے ہاتھ میں تھا۔ لہٰذا معاشی اسباب کی بنا پر بھی یہ منافق لوگ ان کے ساتھ اپنے تعلقات برقرار رکھنے کے خواہش مند تھے۔ ان کا گمان تھا کہ اگر اسلام و کفر کی اس کشمکش میں ہمہ تن منہمک ہو کر ہم نے ان سب قوموں سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے جن کے ساتھ اسلام اس وقت برسرِ پیکار ہے، تو یہ فعل سیاسی اور معاشی دونوں حیثیتوں سے ہمارے لیے خطرناک ہوگا۔[12]

اس عبارت میں سید مودودی فرماتے ہیں کہ کفر اور اسلام کی کشمکش میں کسی ایک فریق کو برتری حاصل نہ تھی۔ اس وقت منافقین چاہتے تھے کہ اپنے تعلقات کفار کے ساتھ مضبوط رکھیں۔ کیونکہ اگر کافر مسلمانوں سے جیت گئے تو ان سے فوائد لینے کا موقع ملے گا۔ لیکن اس کے علاوہ کافر دولت مند بھی تھے۔ اس وجہ سے بھی منافقین کفار کے ساتھ تعلقات خراب کرنا نہیں چاہتے تھے۔ تاکہ معاشی حساب سے اگر کمزور ہوئے تو وہ ہماری مدد کریں گے۔ پھر منافقین مسلمانوں کے ساتھ بھی تعلقات رکھنا چاہتے تھے۔ کیونکہ اگر مسلمان کامیاب ہو جائیں تو ان سے بھی مالی فوائد حاصل کرنے کا موقع مل سکے۔ یعنی منافقین اسلام کے ساتھ مخلص نہیں تھے۔ ہمیشہ وہ اپنے انفرادی مفاد پر نظر رکھتے تھے۔

7۔ کلیدی مناصب کی صحیح تقسیم:

اسلامی ریاست میں کلیدی مناصب اہل کتاب کو نہیں دیے جائیں کیونکہ وہ نظریاتی طور پر اس ریاست کے مخالف ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا۟ مَا عَنِتُّمْ Al-Quran, 3: 118.

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ وہ تمہاری خرابی کے کسی

[12] Mododi, *Tafheem Ul Quran*, V.1, P.480.

موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے"۔

علماء وفقہاء نے تحریر کیا ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو کلیدی مناصب پر فائز کرنا جائز نہیں ہے۔ مروی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے ایک ذمی (غیر مسلم) کو کاتب (سیکرٹری) رکھ لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ تم انہیں اپنے قریب نہ کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور کر دیا ہے، ان کو عزت نہ بخشو جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا ہے اور انہیں امین و رازدار مت بناؤ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خائن قرار دیا ہے۔ بد قسمتی سے آج کے اسلامی ممالک میں بھی قرآن کریم کے اس نہایت اہم حکم کو اہمیت نہیں دی جارہی ہے اور اس کے برعکس غیر مسلم بڑے بڑے اہم عہدوں اور کلیدی مناصب پر فائز ہیں جن کے نقصانات واضح ہیں۔ اگر اسلامی ممالک اپنی داخلی اور خارجی دونوں پالیسیوں میں اس حکم کی رعایت کریں تو یقیناً بہت سے مفاسد اور نقصانات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔[13]

اس عبارت میں حافظ صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں کہ اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو اہم اور کلیدی عہدے نہ دیے جائیں تاکہ انتظامی معاملات میں مفاسد سے بچ جائیں۔ لیکن بد قسمتی سے اسلامی ملکوں میں آج صورت حال یہ ہے کہ غیر مسلم اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جبکہ اس کے نقصانات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

8-انفرادی مفاد کے مقابلے میں اجتماعی مصالح کی ترجیح:

اسلامی تعلیمات کے مطابق انفرادی مفاد کے مقابلے میں اجتماعی مصالح کو ترجیح دی جائے۔

یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے آدمی یکساں تعلق رکھے۔ دوستی کے تقاضے اور ہیں اور دشمنی کے تقاضے اس کے بلکل برعکس ہیں۔ گہرا رشتہ تم اپنے نظریۂ حیات کے دشمنوں کے ساتھ نہیں رکھ سکتے۔ البتہ جہاں تک عام تعلقات کا سوال ہے مثلاً کاروباری تعلقات، ہمسائیگی کے تعلقات، ملازمت کے تعلقات وغیرہ اس طرح کے تعلقات رکھنے میں اسلام کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا۔ یعنی ایسے تعلقات نہیں ہونے چاہئیں، جہاں مسلمانوں کے مجموعی مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔ یہود و نصاریٰ کا حال یہ ہے کہ وہ باوجود آپس میں دشمنی کے تمہارے خلاف اکٹھے ہیں اور یہ معاملہ صرف یہود و نصاریٰ تک نہیں، بلکہ پوری دنیائے کفر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ملت واحدہ ہے جو ملت اسلام کے خلاف اکٹھی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے تعلقات قائم کرتے ہوئے اپنے ذاتی مفادات کو نہیں، بلکہ امت مسلمہ کے اجتماعی مفاد کو دیکھنا ہوگا۔ اگر

[13] Yousuf Salahuddin, *Tafseer Ahsanul Bayan* (Lahore: Darussalam, n.d.), P.180-181.

ان کے تعلقات سے امت مسلمہ کے لیے کسی خرابی کا اندیشہ ہو یا اس سے امت مسلمہ کے مجموعی مفادات متاثر ہو رہے ہوں تو پھر یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ آپ کے ان کے ساتھ انفرادی مفادات کا کیا حال ہے کیونکہ انفرادیت ہمیشہ اجتماعیت کے ساتھ مل کر پروان چڑھتی ہے اور اجتماعیت سے کٹ کر ایک فرد کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اگر عالم اسلام نے اپنے اپنے مفادات کی بجائے امت مسلمہ کے اجتماعی مفادات کو دیکھا ہوتا تو آج عالم اسلام اس زبوں حالی کا شکار نہ ہوتا۔ جو مسلمان ملک یا مسلمانوں کا گروہ، ان یہود و نصاریٰ سے دوسرے مسلمانوں کے مفادات کے خلاف دوستی کا رشتہ قائم کرتا ہے تو وہ انہی میں شمار ہو گا یعنی قیامت کے دن اس کا شمار مسلمانوں میں نہیں، بلکہ یہود و نصاریٰ میں ہو گا۔[14]

اس عبارت میں مولانا ڈاکٹر محمد اسلم صدیقی فرماتے ہیں کہ انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ برابری والا تعلق رکھے۔ کیونکہ دونوں دوستیوں کے رویے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ البتہ جہاں تک عام تعلقات ہیں جن میں مسلمانوں کے ملی مفادات کا نقصان نہ ہو تو اس طرح کے تعلقات رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کفر پر چلنے والے مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں جبکہ مسلمان انتشار وافتراق کا شکار ہیں۔ ایک مسلمان کو چاہئے کہ انفرادی اغراض کی خاطر غیر مسلموں سے ایسے تعلقات نہ رکھے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر نقصانات کا اندیشہ ہو۔ مسلمان کی انفرادی حیثیت نہیں ہے جبکہ وہ معاشرے میں اجتماعیت کے ساتھ وہ ملا ہوا ہے۔ اس لیے انفرادیت کے بجائے اجتماعی مفاد کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ بہت سارے ملکوں نے بھی اپنے اپنے مفاد کو مد نظر رکھا ہے جس کی وجہ سے تمام اسلامی ممالک زوال کا شکار ہیں۔ جو مسلمان بھی مسلمانوں کے ملی مفاد کو نظر انداز کر دے اور اپنے انفرادی مفاد کو ترجیح دے حالانکہ اس کا تعلق مسلمانوں کے ملی مفاد کو نقصان کا سبب بن سکتا ہے تو ایسے شخص کا شمار قیامت کے روز مسلمانوں کی صف میں نہیں بلکہ یہود و نصاری کے ساتھ ہو گا۔

نتائج بحث:

اس مقالہ سے حسب ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں:

☆ اہل کتاب مسلمانوں سے کبھی بھی راضی نہ ہوں گے۔ اگر مسلمان اپنا دین چھوڑ کر ان کا مذہب اختیار کریں تو پھر وہ راضی ہوں گے۔

☆ بطور انسان سب کے ساتھ احسان والا معاملہ کیا جائے گا۔ لیکن گہرا تعلق اہل کتاب سے منع کیا گیا ہے۔

[14] Dr. Muhammad Aslam Siddiqui, *Tafsser Ruhul Quran* (Lahore: Al-Hamd Market, 2013), V.3, P.199-202.

☆مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آپس میں متحد ہو جائیں جس طرح اہل کتاب آپس میں اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں۔

☆اہل کتاب سے دلی میل جول رکھنے سے کفر بڑھنے کا اندیشہ ہے۔

☆اہل کتاب سے گہرا تعلق رکھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت وعید سنائی گئی ہے۔

☆ایمان سے زیادہ مفاد کو ہر گز ترجیح نہیں دینا چاہئے۔

☆اسلامی مملکت میں کلیدی مناصب اہل کتاب کو نہیں دینے چاہئیں۔

☆انفرادی مفاد کے مقابلے میں اجتماعی مصالح کو ترجیح دینی چاہئے۔